Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 03,
April – June 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

ملازمت پیشہ خواتین کے حقوق تفریح اور اس میں حائل رکاوٹوں کا حل: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

The Rights of working women to recreation and solutions to obstacles: In the light of Seerat-e-Tayyaba

Mudassar Rasheed
Lecturer Islamic Studies, Punjab Group of Colleges Lahore, Pakistan
Tumazir Fatima
Visiting Lecturer Islamic Studies, University of Lahore, Lahore Pakistan

Version of Record
Received: 10-April-24 **Accepted**: 16-May-24
Online/Print: 25- Jun -2024

ABSTRACT
The Human is a word that applies to both men and women equally; therefore, there should be uniformity in functioning and responsibilities in both genders. The various laws enacted for equality of rights can be intuitively understood as the case cannot be equal in every respect, so in some cases the exception of the difference between men and women is indispensable. But what should be their discount and what are the limits? In this case, different principles have been formulated in different societies, cultures and religions, in which the principle of the Islam and the west are of major importance in the context of the present. In the context of this discussion and assumption, we use the teachings of the Quran and Sunnah in our proposed research paper, and especially the fundamental philosophies and teachings of the Divine religions, and after reviewing the idea given by western thinkers In this context, a comprehensive research paper on the above subject will be written in critical and comparative review of the Western ideology, making full use of ancient and modern sources. There is a misconception that Islam believes in gender discrimination because daughter was given half of the part as compare to the son in inheritance. But it is the only case while there are no of cases where a female was given the equal, more than a male part or in some cases a female was given the part and male was deprived. In this paper we try to highlight the no of cases with example to refute gender

CC BY

discrimination in Islam. While for the case where a female was given the half a series of logical arguments regarding the responsibilities of male because why he was receiving the double are discussed.

Keywords: *Seerat, Men, Women, Gender, Equality, West, Muslim, Responsibility, Quran, Sunnah, Islam, Wife, daughter.*

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین پر اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے اتارا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انسانی فطرت کو اجتماعیت پسند بھی بنایا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک انسانوں کے قافلے میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔([1]) انسان تنہائیت سے گریز کرتا ہے اور مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے۔ مل جل کر رہنا انسانی فطرت ہی نہیں ضرورت بھی ہے۔ یہ ضرورت بھی انسان کی اپنی پیدا کردہ نہیں فطری ضرورت ہے کہ وہ دوسرے انسان کے ساتھ تعلق رکھے اس سے معاشرہ وجود میں آیا۔([2]) چنانچہ معاشرہ کی بنیاد میں بھی فطری ہیں۔ انسان معاشرتی زندگی سے گریز کر ہی نہیں سکتا۔ وہ معاشرہ میں رہنا چاہتا ہے نہ صرف رہنا چاہتا ہے بلکہ اچھی طرح رہنا چاہتا ہے۔

تفریح ایک فطری ضرورت اور صحت مند زندگی کا لازمی جزو ہے اس سے زندگی متوازن، مستحکم اور پر سکون رہتی ہے۔ اسلام سستی اور کاہلی کو پسند نہیں کرتا بلکہ چستی اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شریعت نے اسلامی آداب اور اخلاقی حدود میں رہ کر تفریح کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ اسلام نہ صرف احوال مذکورہ خواتین کی حوائج و مجبوریوں کے مداوے کا سامان مہیا کرتا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری دیگر افراد معاشرہ کے ساتھ ساتھ عورت کے لیے بھی رحمت ثابت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مرد بلکہ عورت کے سماجی، تمدنی اور معاشی حقوق کا ادراک کرایا۔ عورت کے لیے انتہائی کسمپرسی کے دور میں زندگی، تملیک، فکر و عمل، عزت و عفت، وراثت اور دیگر کئی لازمی حقوق متعارف کرانا رحمت اللعالمین کی تعلیمات کا ہی طرزِ امتیاز ہے، جو اس صنف کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے عنوانات سے ایک اسلامی معاشرے میں رفیع المرتبہ گردانے جانے پر مجبور کرتی ہیں۔

قرآن مجید میں دیگر مقامات پر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا حکم فرمادیا گیا ہے۔ ان سے حسن سلوک اور رواداری کا حکم دیا ہے۔ صحت مند رہنے کے لیے ہر ایک شخص کے لیے تفریح لازمی ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ تفریح نہ کریں تو ان کے متاثر ہونے کی وجہ سے پورا معاشرہ کی تشکیل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جن میں سے خاص طور وہ خواتین ہیں جو ملازمت پیشہ ہیں

جو گھریلو معاملات کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اپنی دہری ذمہ داریاں نبھاتیں ہیں اسی لیے انہیں تفریح کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

ضرورت واہمیت

تاریخ گواہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب دنیا کی زیادہ تر تہذیبوں میں عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ معیشت، معاشرت اور سیاست میں کوئی حصہ اور اختیار اسے حاصل نہ تھا۔ اس حقیقت سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ بعض دفعہ نظام حکومت کسی خاتون کے اشاروں پر گردش میں آیا، مگر اس کی اپنی ذاتی حیثیت جوں کی توں ہی رہی۔ اسلام نے خواتین کو حقوق دینے کے ساتھ ساتھ ان کی عزت وناموس کو بھی محفوظ بنایا ہے۔ لیکن اگر اس سلسلے میں عورتوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے تو اس سے فتنہ کا ڈر بھی ہے۔اس لیے شریعت نے عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر کچھ حدود کے ساتھ عورت کو تفریح کی مکمل آزادی دی ہے۔

مرد وعورت کی ذمہ داری کی تقسیم ایک فطری اور متوازن نظام ہے جو مرد وعورت دونوں کے لئے سکون وراحت کا باعث ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ عورت کا ملازمت یا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ بعض شعبہ جات میں خواتین کی ملازمت کرنا معاشرہ کی اجتماعی ضرورت بھی ہوتی ہے ،غرض کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت شرعی حدود وقیود کے ساتھ ملازمت یا کاروبار کر سکتی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی جہاں دیگر پہلوؤں پر بہترین نمونہ ہیں وہیں تفریح کے پہلوؤں پر بھی بہترین اسوہ ہیں۔ آپ ﷺ نے خواتین کے دیگر حقوق کی طرح تفریح کے حقوق سے متعلق بھی مکمل اور جامع ضابطہ اخلاق دیا۔

ملازمت کی لغوی تعریف

ملازمت باب الآزم یلازم ملازمہ کا مصدر ہے، جس کے معنی ہیں چمٹے رہنا اور جدا نہ ہونا لازم رہنا، لہذا ملازمت کے معنی ہو گئے منافع کے حصول کی غرض سے کسی کے ساتھ لازم رہنا۔

ملازمت کی اصطلاحی تعریف:

" والثاني وهو الأجبير الخاص و يسمى أجير واحد و هو من يعمل لواحد عملا مؤقت بالتخصيص و يستحق الأجير بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل كمن استوجر شهرا للخدمة أو شهر الرعى الغنم المسمى بأجر مسمى -[3]

اجیر (ملازم) کی دوسری قسم اجیر خاص ہے اور اس کو اجیر واحد بھی کہتے ہیں اور اجیر خاص یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایک شخص کے لئے کوئی مقررہ کام کرے اور اس میں اجارہ کا وقت بھی طے کر لیا جائے جیسے ہی اجیر مدت اجارہ کے اندر اندر اپنے آپ کو (متاجر) کے سپرد کر دے گا، تو وہ مقررہ اجرت کا مستحق ہو جائے گا اگرچہ اس نے کام نہ کیا ہو، جیسا کہ کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنی خدمت کے لئے ایک مہینہ کے واسطے اجرت پر رکھے، یا ایک مہینہ کے لئے کسی شخص کو بکریاں چرانے کے لئے مقررہ اجرت پر رکھے۔

تفریح کا مفہوم

تفریح عربی کا لفظ ہے اور مونث ہے، معنی ہیں دل کو فرحت بخشنا، خوش طبعی، چہل، ہوا خوری، سیر، دل بہلانا، تازگی، طبیعت کی فرحت۔[4] تفریح انسان کا ایک لازمی جزو ہے کیونکہ یہ زندگی میں توازن اور استحکام فراہم کرتا ہے۔ تفریح کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے جسم کی تفریح، عقل کی تفریح، ذہن کی تفریح، جذبات واحساسات کی تفریح، دل کی تفریح وغیرہ اور یہ تفریح انسانی مزاج، انسانی طبیعت، انسانی جذبات واحساسات کو تازہ دم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

اسلام اور تفریح

تفریح سے انسان چست اور صحت مند رہتا ہے۔ اور اپنے تمام دینوی و دنیوی کام صحیح طور پر انجام دے پاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایمان کے بعد تندرستی سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحت اور فراغت کی قدر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة، والفراغ[5]**۔**

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت"

اسلام نے اخلاقی اور دینی حدود کا پابند بناتے ہوئے نہ صرف تفریح کی اجازت دی ہے بلکہ تفریح کے وہ آداب دیے ہیں جو انسانوں کی فلاح و بہبود کے ضامن ہیں اور تفریح میں ان حدود سے تجاوز کرنے سے منع کیا ہے جو دینی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی یا کسی بھی اعتبار سے انسانوں کے لیے نقصان دہ ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔[6]

" کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے سو اسی پر انہیں خوش ہونا چاہیے، یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں"

اسلام نے تفریح اور کھیل میں بھی صرف انہی چیزوں کی اجازت دی ہے جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں اور جو فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں یا دوسروں کے ساتھ ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں جس میں تفریحِ طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو، بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

آپ ﷺ اپنی تمام تر عظمت و رفعت اور شان و شوکت کے باوجود، اپنے جاں نثاروں اور نیاز مندوں سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو کیونکہ دل اسی طرح اکتانے لگتا ہے، جیسے بدن تھک جاتے ہیں لہذا اس کی تفریح کے لئے حکیمانہ طریقے تلاش کیا کرو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ بھی ہم سے ہنسی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **إني لا اقول إلا حقا** [7]۔ ''میں (خوش طبعی اور مزاح میں بھی) حق کے سوا کچھ نہیں کہتا''

تفریح کی حدود

تفریح ایک فطری ضرورت ہے اور ہر انسان کسی خاص موقع پر خوشی منانا چاہتا ہے، لیکن اگر خوشی اور تفریح حدود سے نکل جائے گی تو اس سے اخلاقی، معاشی، معاشرتی بہت سی قباحتیں پیدا ہوں گی۔ تین بنیادی شرائط جو شریعت نے تفریح کے لیے لازمی قرار دی ہیں۔ ان میں اسراف و تبذیر سے اجتناب، حیا کی حدود کے اندر اور مقاصد شریعت کے مطابق ان حدود کے اندر جو تفریح بھی ہو گی، وہ جائز ہے۔

اسلام اور خواتین کے حقوق تفریح

حدود و قعود میں رہتے ہوئے اسلام خواتین کی تفریح کا مکمل قائل ہے۔ عہد رسالت میں عورت محرک اور ہمہ جہت تھی لیکن ساتھ ساتھ پردے کے احکامات اور آزادانہ عدم اختلاط اور شرم و حیاء کے احکامات کو ایک حد میں رکھا گیا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عورتوں کے ساتھ جو عدل اور احسان کی تعلیم دی ہے وہ دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی اور وہ عورتوں کے لیے احسان عظیم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

واستوصوا بالنساء خيرا فإنهن خلقن من ضلع، وإن اعوج شيء في الضلع اعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل اعوج، فاستوصوا بالنساء خيرا." [8]۔

عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی اس لیے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

آپ ﷺ بھی لوگوں کو تفریح کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی تفریح کے مختلف انداز اپناتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

انها كانت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر قالت: فسابقته فسبقته على رجلي فلما حملت اللحم سابقته فسبقني، فقال: هذه بتلك السبقة. [9]۔

" وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں جیت گئی، پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپ سے (دوبارہ) مقابلہ کیا تو آپ جیت گئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا" : یہ جیت اس جیت کے بدلے ہے "۔

اسلام کی نظر میں ملازمت پیشہ خواتین کے حقوقِ تفریح

اسلام نے معاش کا ذمہ دار مرد کو قرار دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام خواتین کی معاشی جدوجہد پر کوئی پابندی عائد کرتا ہے۔ اسلام سے قبل عورت سے غیر انسانی رویہ روا رکھا جاتا اور عورت کو غلام سمجھا جاتا تھا۔ یہ سمجھا جاتا کہ عورت صرف دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہے اور اس کے اپنے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ اسلام نے خواتین کو حقوق دینے کے ساتھ ساتھ خواتین کی عزت و ناموس کو بھی محفوظ بنایا ہے۔ زیادہ تر تہذیبوں میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ پہلی صدی ہجری میں شرم و حیاء اور پردے کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مسلم خواتین نہ صرف مختلف سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی رہیں بلکہ بعض خواتین تو خداداد صلاحیت و قابلیت کی بناء پر مرجع خلائق اور مرکز رشد و ہدایت بن گئی تھیں۔ سیرت نبی ﷺ کے مطالعہ سے خواتین کے معاش کے بارے میں جو رہنمائی ملتی ہے وہ دراصل خواتین کے حقوق تفریح ہی ہیں۔

خواتین کو درپیش مسائل

عصر حاضر میں بھی خواتین زندگی کی ہر میدان میں سرگرم عمل ہیں، جیسا کہ عمومی تجربہ ہے اور احمد عثانی لکھتے ہیں: "ایسا کوئی میدان نہیں ہے جس میں مرد حصہ لے سکتے ہوں اور عورت کے لئے اس میں عملی حصہ لینا ممنوع ہو؛ شہادت، تعلیم و تربیت، عبادات انفرادی و اجتماعی عبادت، عملی جدوجہد، عسکری جدوجید، سربراہی خانہ، مشاورت، تنقید و حساب، ذمہ دارانہ مناصب سنبھالنا، قاضی اور جج بنا، اور سیاسی جدوجہد وغیرہ۔[10]

دنیامیں تقریباً ہر جگہ طبقاتیت کا دور دورہ ہے، اس لیے نہ صرف مرد و خواتین دونوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے، بلکہ دنیا بھر میں ایسا ہی ہے، ہاں البتہ مسائل کی نوعیت قدرے مختلف ہوتی ہے۔ پروین (1984) نے فیصل آباد شہر میں کام کرنے والی خواتین کے مسائل کی تحقیقات کے بعد اس بات کی تصدیق کی کہ کام کرنے والی خواتین عام طور پر اپنے پیشوں اور کام کے حالات سے مطمئن نہیں تھیں۔ وہ کام کرنے کی سہولیات کی کمی اور سوسائٹی ممبروں کے نامناسب رویے کی وجہ سے ناخوش تھے۔ کام کرنے والی خواتین کو درپیش بڑے مسائل جن کا مشاہدہ کیا گیا وہ یہ تھے:

آمد و رفت کے مسائل، گھریلو کام کا دباؤ اور انتہائی ضرورت کے باوجود کام کے لیے اجازت کا نہ ملنا، ملازمت کی جگہ پر ساتھی مرد ملازمین اور نگران وانتظامی عملہ کا ناروا سلوک، علاقہ سے دور ملازمت کی صورت میں رہائش کی پریشانی، سماجی سطح پر روک ٹوک طعنے اور عزت و قدر میں کمی، اور صحت کے مسائل۔ خالد (1990) نے "کام کرنے والی خواتین کے مسائل" کے بارے میں تحقیق کی اور مشاہدہ کیا کہ خواتین کو دوسرے درجے کے شہریوں کی حیثیت دیے جانے کا نظریہ ان کے لیے دستیاب پیشہ ورانہ مواقع کی کمی سے تقویت پکڑتا ہے۔ علاوہ مذکورہ بالا مختلف مسائل سامنے آئے جیسے معاشرے کے ارکان کا متعصبانہ رویہ، اپنے خاندان کی طرف سے اجنبیانہ سلوک، اور گھریلو و دفتری کام کے ساتھ اس سلوک نے ان کی فطری اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے استعمال کو متاثر کیا۔[11]

عورت کا فطری گھر

اسلام عام حالات میں عورت کو گھر میں رہنے کی تاکید کرتا ہے کیونکہ قدرت نے عورت کے ذمے جو فرائض عائد کیے ہیں۔ ان کا فطری دائرہ کار اس کا گھر اور خاندان ہے۔ بچوں کی پرورش، تربیت اور گھر کا انتظام سنبھالنا اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ گھر سے بلاضرورت باہر نکلنا نہ اس کے لیے مفید ہے اور نہ معاشرے کے لیے سودمند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکَاةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا[12]۔

"اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اس گھر والو تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے"

جب ہم اس سلسلے میں دورِ اول کے پاک نفوس خواتین کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا دائرہ کار عمومی طور پر ان کے گھروں تک محدود تھا۔ گھر کا انتظام اور کام کاج، شوہر کی خدمت، بچوں کی پرورش اور تربیت وغیرہ ایسے امور ہیں جن کو وہ اپنے بنیادی فرائض سمجھ کر ادا کرتی تھیں۔

آپ ﷺ نے مختلف طبقات کی ذمہ داریوں کے ساتھ عورت کی اصل ذمہ داری یہ بیان کی ہے۔

والمراۃ راعیة علی بیت بعلها وولده وهي مسئولة عنهم[13]۔

"عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی اس سے ان کا سوال ہو گا"

گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ عورت کے لیے فکر معاش کی جدوجہد کرنا اور ان دونوں میں توازن برقرار رکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے جو جسمانی اور طبعی طور پر جو ذمہ داریاں دی ہوئی ہے ان کی بنیاد پر یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ باہر کے مشقت والے کام کر سکے، حالت حمل میں جب سارا جسم کچا ہوتا ہے اور دودھ پلانے کے ایام میں یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ دن بھر مزدوری کر سکتی اسی لیے اس کے خرچ کی تمام ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے[14]۔

عمومی مشاہدہ یہ ہے کہ ملازم پیشہ خواتین کو عائلی زندگی میں بے شمار پریشانیوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود بعض اوقات ایک عورت پر ایسی حالت آسکتی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلانے کے بجائے اپنے ہاتھوں سے روزی کمانے کا راستہ منتخب کرتی ہے۔ یا ملک و ملت کی بعض خدمات ایسی ہوتی ہیں، جن کو پورا کرنے کے لیے ایک عورت ہی موزوں ہوتی ہے۔ اس لیے بوقت ضرورت اسلام کچھ حدود و قیود کے ساتھ عورت کو معاشی دوڑ دھوپ کی اجازت دیتا ہے۔ بشرط یہ کہ وہ کاروبار اور ملازمت خود جائز قسم کی ہو۔ جب ہم اس سلسلے میں تاریخ و سیر کی کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں متعدد صحابیات کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنھوں نے اپنے ہاتھ سے کمایا اور گھر والوں پر خرچ کیا اور راہِ خدا میں انفاق بھی کیا۔

اسلام صرف ضرورت کے تحت عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دیتا ہے تاکہ معاشرہ پر امن رہے اور شیطانی نظریں عورت کو پریشان اور گمراہ نہ کریں۔ اور بغیر ضروت گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتا۔[15]

مردوں سے کسی صورت اختلاط نہ ہو

ملازمت پیشہ خواتین کے حق تفریح میں سب سے بڑی رکاوٹ مردوں سے اختلاط ہے۔ کوئی بھی محکمہ ایسا نہیں جہاں پر صرف خواتین کام کر رہی ہوں اور یہ ممکن نہیں کے مردوں کی موجودگی میں عورت اپنے حق تفریح سے فائدہ اٹھا سکے۔ ایسے تمام محکموں میں خواتین کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وسوسہ وخیالات پیدا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا [16]۔

"اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو اور دبی زبان سے بات نہ کہو کیونکہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا اور بات معقول کہو"۔

توجہ کا مقام ہے کہ اکثر جگہوں میں دورانِ ملازمت ان پر عمل نہیں کیا جاتا اور یہ بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ جہاں عورتوں کی ملازمت سے بظاہر کچھ فوائد محسوس کئے جاتے ہیں، وہیں معاشرے پر اس کے بہت زیادہ خراب اثرات بھی پڑ رہے ہیں۔ اگر کسی عورت کو حقیقتاً معاشی تنگی کا سامنا ہونے کی بنا پر ملازمت کرنا پڑ ہی جائے تو ملازمت اختیار کرنے کی صورت میں خلافِ شرع امور سے اجتناب کی راہ اختیار کرنا، عورت کی خود اپنی ذمہ داری ہو گی۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کو بغیر ضرورت نوکری کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ بغیر ضرورت اور شرعی تقاضوں کو پورا نہ کرتے ہوئے نوکری کرے تو یہ اس کے حق تفریح پر ڈاکہ ہے۔

مرد کسبِ معاش کا مکلف

شریعت اسلامیہ نے اصلتاً عورت پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی بلکہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلف بنایا ہے؛ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ [17]۔

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کے ہیں"

مردوں کو قوام کہا گیا ہے۔ کیونکہ معاشی ضروریات کا ذمہ دار مرد کو بنایا گیا ہے۔ وہ عورتوں کے امین اور نگران ہیں۔ عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کی اسے خاندان میں مرد کی حفاظت اور خبر گیری کے تحت رہنا چاہیے۔[18]

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ[19]۔

"وسعت والے پر اپنے قدر کے مطابق اور مفلس پر اپنے قدر کے مطابق سامان حسب دستور ہے"

الغرض کسی عورت کو اگر نفقہ کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں۔

غض بصر

غیر محرم خواتین نہ صرف سے اختلاط بلکہ مرد کا ان کو دیکھنا بھی ان کے حق تفریح میں ایک رکاوٹ ہے لیکن مرد اور عورت کے ایک جگہ ملازمت کرنے کی صورت میں ایسا ممکن نہیں قرآن کریم میں جہاں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا ہے وہیں پر مرد کو بھی نگاہ نیچی رکھنے کا کہا ہے یعنی مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے غض بصر ہے۔ کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی محرم خواتین کے سواء کسی دوسری عورت کو نگاہ بھر کر دیکھے[20]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ[21]۔

"ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں"

لہذا آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ محرم عورتوں کے علاوہ کسی کو نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إن الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا ادرك ذلك لا محالة، فزنا العين: النظر، وزنا اللسان: المنطق، والنفس: تمنى وتشتهي، والفرج: يصدق ذلك اويكذبه۔[22]

"اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، "زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے"

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

" إياكم والجلوس بالطرقات "، قالوا: يا رسول الله، ما لنا بد من مجالسنا نتحدث فيها، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إذا ابيتم إلا المجلس فاعطوا الطريق حقه "، قالوا: وما حقه؟، قال: " غض البصر، وكف الاذى، ورد السلام، والامر بالمعروف، والنهي عن المنكر۔[23]

" :تم بچو راہوں میں بیٹھنے سے۔ "لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے کی مجبوری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" :اگر تم نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو۔ "انہوں نے عرض کیا، راہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :آنکھ نیچے رکھنا اور کسی کو ایذا نہ دینا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا، بری بات سے منع کرنا۔"

خواتین کو تنہائی میں ملنے کی ممانعت

ملازمت کی جگہوں پر خواتین اور مردوں کے آمنا سامنے ہونے کے بہت مواقع ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں نہ صرف غض بصر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے بلکہ کسی طور اکیلے میں کسی غیر محرم مرد سے نہیں ملنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے نامحرم مرد اور خواتین دونوں کو اکیلے ملنے سے منع فرمایا ہے۔" **مثل الر افلة في الزينة في غير اهلها كمثل ظلمة يوم القيامة لا نور لها**"۔[24]" اپنے شوہر کے علاوہ غیروں کے سامنے بناؤ سنگار کر کے اترا کر چلنے والی عورت کی مثال قیامت کے دن کی تاریکی کی طرح ہے، اس کے پاس کوئی نور نہیں ہو گا"۔" **لا يخلون رجل بامراة، ولا تسافرن امراة إلا ومعها محرم۔**[25]"کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی اس کا محرم نہ ہو"" **إياكم والدخول على النساء** ۔[26] عورتوں کے پاس خلوت (تنہائی) میں آنے سے بچو"

عدت اور زچگی کی رخصت

ملازمت پیشہ خواتین کو شریعت کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خاوند سے طلاق یا خاوند کے فوت ہو جانے پر عدت لیو دی جاتی ہے تاکہ وہ شرعی تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے غم میں کمی آسکے اس حوالے سے ایسی ملازمت پیشہ بیوہ یا طلاق یافتہ خاتون کو گورنمنٹ کے رولز کے تحت 4ماہ 10 دن کی رخصت دی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔[27]

"اور جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے، پھر جب وہ اپنی مدت پوری کرلیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے"

وَاللَّاۗئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللَّاۗئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا۔[28]

مردوں سے مشابہت کرنے والی خواتین کے بارے میں حکم

عموماً دیکھنے میں آیا ہے خاص طور پر ملازمت کی جگہوں پر ایسی خاتون جو کہ مردوں کی طرح اپنا حلیہ اور عادات بنا کر رکھے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بہت بہادر ہے کیونکہ اس میں مردوں کی طرح خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اسے بہادری کی علامت سمجھا جاتا ہے اور ایسی خواتین خود اپنے حق تفریح کے خلاف کام سرانجام دیتی ہیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد جو عورتوں کی طرح مشابہت کریں اور ایسی عورتیں جو مردوں کی مشابیت اختیار کریں پر لعنت فرمائی ہے۔

" لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهات بالرجال من النساء، والمتشبهين بالنساء من الرجال "۔[29]

"رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں "

حق نکاح

نکاح کا بنیادی مقصد مرد اور عورت کی عفت کے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان محبت و الفت اور سکون و اطمینان کی فضا پیدا کرنا ہے۔[30] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔[31]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں"

بہت سی ملازمت پیشہ خواتین کے والدین ملازمت پیشہ بیٹیوں کا رشتہ اس وجہ سے نہیں کرتے کہ بیٹی اپنے پیروں پر کھڑی ہے اور کما کر لا رہی ہے اس سوچ کی وجہ سے وہ بیٹی کی شادی کی عمر گزار دیتے ہیں اور بعد میں رشتہ نہیں ملتا اس سے وہ خواتین چڑچڑی ہو جاتی ہیں۔

عورت کے لئے ملازمت کے جائز صورت

عام حالات سے ہٹ کر بعض اوقات ایسی صورتیں پیش آسکتی ہیں جن میں عورت کو کسی حقیقی ضرورت کے لیے گھر سے باہر جانا پڑتا ہے۔ اسلام ضرورت کے وقت عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

" إنه أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن" [32]

بے شک تمھیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے۔

شیخ القرآن مولانا گوہر رحمان سورہ احزاب کی گزشتہ آیت ہی سے بوقت ضرورت گھروں سے نکلنے پر استدلال کرتے ہیں:

و قرن فی بیوتکن۔۔۔گھروں میں ٹھہری رہو" سے توبظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گھروں سے باہر نہ نکلو لیکن اسی آیت ولا تبرجن کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کا اصل منشا زیب وزینت کی نمائش کے لیے گھروں سے نکلنے کی ممانعت کرنا ہے کہ مغرب کے دیکھا دیکھی مشرقی عورت بھی معاش کے میدان میں مرد کے ساتھ ساتھ تگ ودو میں مصروف ہو گئی جس کے مسائل خاندان اور معاشرہ کے حق میں بڑے خراب نکلے [33]۔

لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہو گی۔ عورت صرف جائز کاموں کے سلسلے میں ملازمت اختیار کر سکتی ہے، لیکن بعض پابندیوں کے ساتھ جس کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ خاندان کے نظام میں کوئی انتشار اور خلل پیدا نہ ہو اور اس کے استحکام میں فرق نہ آئے

اور دوسرا عورت باعفت زندگی گزار سکے اور اسے ایسے حالات میں نہ ڈالا جائے کہ اسے اخلاقی حدود میں قائم رہنا مشکل ہو جائے۔[34]

خواتین کے لیے ملازمت کی بنیادی حدود

عورت درج ذیل شرعی حدود و قیود کے ساتھ ایسی ملازمت یا کاروبار کر سکتی ہے،

1۔ جو شرعاً جائز ہو،

2۔ واقعی معاشرہ اس کا ضرورت مند ہو،

3۔ مردوں میں سے کوئی بھی اس کا سرانجام دینے والا نہ ہو،

4۔ پردہ کے احکام کی رعایت ہو، لباس ساتر ہو۔

5۔ اجنبی مردوں کے اختلاط نہ ہو،

6۔ گھر سے کام کی جگہ تک آنے جانے کا معقول بندوبست ہو، اور محرم ساتھ ہو۔

7۔ ولی و سرپرست کی اجازت ہو،

8۔ آواز میں لچک نہ ہو۔

9۔ گھریو ذمہ داریاں متاثر نہ ہوں، جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں کیونکہ عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری ،بچوں کی تعلیم و تربیت اور امور خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلف بھی نہیں بنایا۔

10۔ مقاصد شریعت کی حدود کے اندر جو تفریح بھی ہو گی، وہ جائز ہے ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔[35]

نتائج

* ملازمت پیشہ خواتین کو خصوصاً شریعت نے جو آسانیاں دیں ہیں وہ فراہم کی کی جائیں۔
* عورت کو بغیر ضرورت ملازمت کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی ملکہ بنا کر معاش کی فکر سے آزاد کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کے لیے حق تفریح کیا ہو گا۔

* اگر کسی صورت عورت کو نوکری کرنی پڑ ہی جاتی ہے تو اسے شریعت کے تقاضوں کے مطابق نوکری کرنی ہوگی۔ دراصل شریعت نے ملازمت کے حوالے سے اس پر جو پابندیاں لگائی ہیں وہ اس کے حق تفریح کی خاطر لگائی ہیں کہ وہ خود اور کوئی دوسرا اس کے حق تفریح میں رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

حل

* مسلمان ملازم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ملازمت حاصل کرتے وقت اس بات پر بھی غور کرے کہ جس ملازمت کے حصول کے لئے وہ کوشش کر رہا ہے آیا وہ جائز ہے یا ناجائز، ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں ایسی ملازمت کو اختیار کر بیٹھے کہ جو شرع جائز نہ ہو اور ملازمتوں کو اختیار کرنے سے بچا جائے، کیونکہ جو ملازمت جائز نہیں ہے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی جائز نہیں ہے، ان ملازمتوں کے علاوہ کی جائے تو ان سے متعلق بھی علماء کرام سے ضرور مشورہ کیا جائے تاکہ ناجائز ملازمت اختیار کرنے سے بچا جا سکے۔
* اگر ادارے کی طرف سے ملازم کے ذمے کئی کام ہیں، جن میں اکثر اگر جائز ہوں تو مجموعی اعتبار سے ایسی ملازمت جائز ہے، البتہ جتنا کام جائز ہوگا، اس کے بقدر تنخواہ لینا بھی حلال ہوگا اور جتنا کام ناجائز ہوگا، اس کے بقدر تنخواہ بھی حرام ہو گی۔
* ادارے کی طرف سے ملازم کے ذمے صرف ناجائز کام ہو یا اکثر ناجائز ہو تو ایسی ملازمت ناجائز ہے اور اس کی تنخواہ حرام ہے۔[36]
* اللہ تعالیٰ نے عورت کو معاش کی فکر سے آزاد گھر کی ملکہ بنایا ہے اور اس پر معاش کی کسی قسم کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے جو کہ ایک عورت کے لیے سب سے بڑھ کر حق تفریح ہے۔
* اسلام خواتین کو کام کاج (ملازمت و تجارت وغیرہ) کی اجازت دیتا ہے اور اسے اس کا حق قرار دیتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جب اسے واقعتاً اس کی اشد ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، ورنہ نہیں۔
* اگر ایسے حالات پیدا ہو ہی جائیں کہ عورت کو ہر صورت ملازمت کرنی پڑے تو وہ ملازمت خواہ کتنی ہی اچھی ہو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کے اندر رہ کر کی جائی گی ورنہ ان کے لیے سخت وعید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ[37] "اور جو شخص

اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے (اللہ) اسے آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے"

تجاویز

1. ملازمت پیشہ خواتین کو تفریح کے تمام مواقع فراہم کیے جائیں اور ان میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا اس حوالے سے حکام بالا کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی واضح پالیسی بنانی چاہیے تاکہ خواتین کے حقوق تفریح متاثر نہ ہوں۔
2. عورتوں کے محکموں میں چھوٹے ملازم سے لے کر بڑے ملازم تک سب خواتین ہی بھرتی کی جائیں۔
3. خواتین کو کسی مجبوری کے تحت اگر مردوں سے ملنا پڑ ہی جائے تو ان کے ساتھ محرم کا آنا لازمی قرار دیا جائے
4. جن محکموں میں صرف خواتین کام کر سکتی ہیں جیسے، ٹیچنگ، میڈیکل کے شعبہ جات وغیرہ وہاں صرف خواتین کو بھرتی کیا جائے۔
5. خواتین کے حق تفریح سیرت نبی ﷺ کی روشنی میں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ خواتین اور ان سے منسلک افراد ان کے حق تفریح کے بارے میں شعور اجاگر ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] سید، ابوالاعلی مودودی، مولانا، **سیرت سرور عالم**، (لاهور: ترجمان القرآن، ادارہ علی اللہ، 1978ء)، 15:1

Sīdī, Abū al-A'lā Mawdūdī, Maulānā, *Sīrat Sarwar 'Ālam*, (Lāhaur: Tarjumān al-Qur'ān, Idārah 'Alī Allāh, 1978) , 1: 15

[2] نذیر احمد، مولوی، ڈاکٹر، **الحقوق و فرائض**، (لاهور: تاج کمپنی لمیٹڈ، 1988ء)، 12

Naẓīr Aḥmad, Mawlānā, Doctor, *al-Ḥuqūq wa Furā'iḍ*, (Lāhaur: Tāj Kampanī Limīṭed, 1988), 12

[3] الحصکفی، علاؤالدین محمد بن علی بن محمد الحنفی الدمشقی، **ردالمحتار علی الدر المختار**، (چمن بلوچستان: مکتبہ علوم اسلامیہ، 1428ھ)، کتاب الاجارۃ، 117:9

Al-Ḥaṣkafī, 'Alā' al-Dīn Muḥammad bin 'Alī bin Muḥammad al-Ḥanafī al-Dimashqī, *Radd al-Muḥtār 'alā al-Durr al-Mukhtār*, (Chaman Baluchistan: Maktabah 'Ulūm Islāmiyah, 1428 H), Kitāb al-Ijārah, 9: 117

[4] نجیب رامپوری، **نئی اردو لغت جامع**،(نئی دہلی: فرید بک ڈپو(پرائیویٹ)لمٹیڈ،):261

Najīb Rāmpūrī, *Nai Urdu Lughat Jāmi'*, (Nayī Dihlī: Faryīd Buk Depo (Pryaivit) Limīṭed), 261

[5] البخاری ، محمد بن اسماعیل ، **الجامع الصحیح** ، الرقم : 6412

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Number: 6412

[6] **یونس**10:58

Yūnus, 10: 58

[7] الترمذی ، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی** ، الرقم : 1990

Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā, Muḥammad bin 'Īsā, *Sunan al-Tirmidhī*, Number: 1990

[8] البخاری ، محمد بن اسماعیل ، **الجامع الصحیح** ، الرقم : 5186

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Number: 5186

[9] ابو داؤد ، سلمان بن اشعث السجستانی،**سنن ابی داؤد** ، الرقم : 2578

Abū Dāwūd, Sulaymān bin Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Number: 2578

[10] احمد عثمانی، **فقہ القرآن**،(کراچی: ادارہ فکر اسلامی، طبع اول1982)،2:623

Aḥmad 'Uthmānī, *Fuqahā' al-Qur'ān*, (Karāchī: Idārah Fikr Islāmī, Ṭab'ah Awal 1982), 2: 623

[11] Pervez, Sidra & Zia, Jawad & Raza, Irfan. *Working Women in Pakistan: Analysis of Issues and Problems*, 2015, 997-1011

[12] **الاحزاب**33:33

Al-Aḥzāb, 33: 33

[13] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** ، الرقم : 4724

Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Number: 4724

[14] ابوالحق احسان الحق شہباز، **اسلام عورت اور یورپ**،(لاہور: دار الاندلس، چوبرجی، جنوری2009)،36

Abū al-Ḥaqq Ihsān al-Ḥaqq Shihābaz, *Islām Aurat aur Yūrūp*, (Lāhaur: Dār al-Andalus, Chūbargī, January 2009), 36

[15] پروفیسر ڈاکٹر حافظ ضیاءالدین، **عورت قبل از اسلام و بعد از اسلام**،(منظور کالونی کراچی: النور ہیلتھ وایجوکیشن ٹرسٹ،14اگست2006)،93

Professor Doctor Ḥāfiẓ Ziyā' al-Dīn, *Aurat Qabl az Islām o Ba'd az Islām*, (Manẓūr Colony Karāchī: Al-Nūr Health wa Education Trust, 14 August 2006), 93

[16] **الاحزاب**33:32

Al-Aḥzāb, 33: 32

[17]**النساء**34:4

Al-Nisā', 4: 34

[18]شمیمہ محسن، **عورت قرآن کی نظر میں**،(لاہور:البدر پبلیکیشن اردو بازار، اگست 1983ء)، 81

Shamīmah Muḥsin, *Aurat Qur'ān kī Nazar Mein*, (Lāhaur: Al-Badr Publications Urdu Bāzār, August 1983), 81

[19]**البقرہ**236:2

Al-Baqarah, 2: 236

[20]شمیمہ محسن، **عورت قرآن کی نظر میں**:56

Shamīmah Muḥsin, *Aurat Qur'ān kī Nazar Mein*, 56

[21]**النور**30:24

Al-Nūr, 24: 30

[22]البخاری ، محمد بن اسماعیل ، **الجامع الصحیح** ، الرقم : 6612

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Number: 6612

[23]مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** ، الرقم :5648

Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Number: 5648

[24]الترمذی ، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی** ، الرقم :1167

Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā, Muḥammad bin 'Īsā, *Sunan al-Tirmidhī*, Number: 1167

[25]البخاری ، محمد بن اسماعیل ، **الجامع الصحیح** ، الرقم : 3006

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Number: 3006

[26]الترمذی ، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی** ، الرقم :1171

Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā, Muḥammad bin 'Īsā, *Sunan al-Tirmidhī*, Number: 1171

[27]**البقرہ**234:2

Al-Baqarah, 2: 234

[28]**الطلاق**74:65

Al-Talāq, 65: 74

[29]الترمذی ، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی** ، الرقم : 2784

Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā, Muḥammad bin 'Īsā, *Sunan al-Tirmidhī*, Number: 2784

[30] مولانا عبد الغفار حسن، **معیاری خاتون**،(راولپنڈی: تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ گوالمنڈی،، جولائی 2001ء)، 68

Maulānā 'Abd al-Ghaffār Ḥasan, *Ma'iyyārī Khātūn*, (Rāwalpindi: Tanzīm al-Da'wah ilā al-Qur'ān wa al-Sunnah Gwalmandi, July 2001), 68

[31] **الروم** 21:30

Al-Rūm, 30: 21

[32] صحيح البخاري كتاب تفسير القرآن باب لا تدخلوا بيوت النبي---- رقم الحديث : 4795

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī Kitāb Tafsīr al-Qur'ān Bāb Lā Tadkhulū Buyūt al-Nabī..., Number of Ḥadīth: 4795

[33] سید جلال الدین عمری، **اسلام میں عورت کے حقوق**،(لاہور: اسلامک پبلیکشنز شاہ عالم مارکیٹ، نومبر 1993)، 61

Sayyid Jalāl al-Dīn 'Umarī, *Islām Mein Aurat ke Ḥuqūq*, (Lāhaur: Islāmik Publications Shāh 'Ālam Market, November 1993), 61

[34] ایضا، ص34، 35

Ibid, pp. 34, 35

[35] ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان، **خواتین کے مخصوص مسائل**، مترجم ڈاکٹر رضا اللہ، (ریاض مملکت سعودی عرب: دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ، 2006ء)، 17

Doctor Ṣāliḥ bin Fawzān al-Fawzān, *Khawātīn ke Makhṣūṣ Masā'il,* Mutarjim Doctor Raḍā Allāh, (Riyāḍh Kingdom of Saudi Arabia: Dāftar Ta'āwun barāye Da'wah wa Taw'īyah al-Jāliyāt Rubwah, 2006), 17

[36] عمر فاروق، **آسان فقہی مسائل**، (کراچی، بیت العلم، 2010ء)، 567

'Umar Farūq, *Āsān Fuqahī Masā'il*, (Karāchī: Bayt al-'Ilm, 2010), 567

[37] **النساء** 14:4

Al-Nisā', 4: 14